File No 3
6

سلسلۂ اشاعتِ امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور نمبر ۔ ۳۰

HAJI GULAMALI HAJI ISMAIL
READING ... LIBRARY.
J93, ... BUILDING
OPP: ... TOWER,
KARACHI-2. (PAKISTAN)

صحیفۂ سجّادیہ کی عظمت

مكتبة العلوم
كراچي

HABIB ELECTRIC TRADING CO.

★

maablib.org

از افادات

سرکار سیّد العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر لکھنؤ مدظلہ العالی

امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

کا تیسواں تبلیغی شاہکار "صحیفۂ سجادیہ کی عظمت" آپ کے زیرِ نظر ہے جو امامیہ مشن لکھنؤ سے زیرِ نمبر ۲۶ شائع ہو کر قبولیتِ عامہ حاصل کر چکا ہے۔ اور نتیجتاً اردو داں طبقہ میں صحیفہ کی بے پناہ مانگ ہے۔

اسلام کے روحانی تاجِ فضیلت یعنی آلِ محمد علیہم السلام کے آثار کا ایک گوہرِ شب چراغ ہے جس کا نام ہے "صحیفۂ سجادیہ" جس میں الہاماتِ الٰہیہ کے پرتو عابدِ ذی عزت سید الساجدین علیہ السلام کی وہ بے نظیر دعائیں ہیں جن میں عشقِ الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ ندائے عظمت و جلال کے وجد آفریں گیت ہیں۔ ایک قدسی صفات بندہ اپنی پوری بساطِ عبودیت سے مناجاتِ الٰہی کرتے ہوئے عرشِ بریں کا نور چار دانگ عالم میں بکھیر رہا ہے تاکہ مردہ دل زندگی پائیں، تاریک دل روشن ہوں، زنگ آلود ضمیر اپنا فطری نکھار پیدا کر کے خالق کے ساتھ سچا تعلق پیدا کریں اور یہ ظلماتی ماحول اللہ کے نورِ معرفت سے چمک اٹھے۔ دعا کے رنگ میں خلقِ خدا کی ہدایت کا ایک ضیا پاش مینار ہے جو معیشت، معاد، مکارمِ اخلاق، اصول فروع غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو میں تابناکی پیدا کرنے کا ضامن ہے۔ یہ وہ کلام ہے جس کی تلاوت کیفِ طور کی مستی سے ہمکنار کر کے مادیت کی غفلت کے پردوں کو توڑتے ہوئے جنت بدوش لطف سے سرشار کرتی ہوئی عظمتِ خداوندی کے سامنے عجز و پیار سے جھکا دیتی ہے۔ علمائے معانی و بیان، سحر نگار ادیب، بالغ نظر خطیب، اہلِ عرفان، رموز شناس اہلِ دل اس صحیفہ کے متعلق بڑی ہی بلند رائے رکھتے ہیں مگر عوام بھی ترجمہ کی مدد سے بے پایاں سکونِ قلب، داغِ گناہ کے دھلنے کی کیفیت اور قربِ خدا کی جنت آفریں لذت محسوس کرتے ہیں۔

مشہورِ عالم یونیورسٹی جامع ازہر مصر کے علمائے فن نے صحیفۂ سجادیہ کے متعلق اپنی کوتاہ بیانی کے اعتراف کے ساتھ جن بلند تاثرات کا اظہار فرمایا ہے یہ کتابچہ اسکے اردو ترجمہ پر مشتمل ہے اسکی اشاعت سے امید ہے کہ بہتوں کو نئی زندگی کا راستہ ملے گا۔ ان دعاؤں کے کیف بار ماحول میں اسکو نہ بھولئے کہ یہ حقیقت و معرفت اس مقدس ہستی کے لبوں کا اعجاز ہے جسکو بقیدِ مسلمانوں نے کعبہ کی شہزادیوں کے ساتھ قید کر کے شہر شہر اسطرح تشہیر کیا کہ ہاتھوں میں زنجیریں تھیں اور پاؤں میں بیڑیاں اور ساتھ رسول زادیوں کا ننگے سر قافلہ۔ الامان الحفیظ

بیمار و اسیرِ ظلم ہوئے صد حیف کسی نے یہ نہ کہا　　یہ پاؤں ہیں ستونِ کعبہ میں زنجیر کسے پہناتے ہو

(سیماب اکبرآبادی)

امامیہ مشن کی رکنیت قبول کر کے اسکی اشاعت کے ثواب میں حصہ لیجئے۔

خادمِ دین: سید حسن علی شاہ کاظمی جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ ۔ اردو بازار لاہور

صحیفۂ سجّادیہ کی بے مثال عظمت

پر

علمائے مصر کے محقّقانہ تبصرے

تعصب اور تنگ نظری کو جانے دیا جائے اور خوش اعتقادی سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھا جائے، صرف تاریخ اور درایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امر بالکل حقیقتِ ثابتہ معلوم ہوگا کہ رسول اللہؐ کے روایات اور آپ کی سیرت کے بہت سے خصوصیات اور آپ کے ذاتی کمالات کے بہت سے نقوش آپ کی تربیت کردہ اولاد اور ذرّیتِ طاہرہ کے ساتھ وابستہ تھے اور ضرورت تھی کہ رسول اللہؐ کے بعد کسی رسمی عہدہ اور منصب کی حیثیت سے نہ سہی لیکن شریعت اسلام اور احکامِ دین نیز اسرارِ وحدانیت و رسالت کی تعلیمی حیثیت کا جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کے اقوال و افعال کو پوری اہمیت دی جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ عام مسلمان فرقہ وارانہ تنگ نظری کا اس طرح شکار ہوئے کہ انہوں نے اہلبیتِ رسولؐ سے اجنبیت اختیار کر لی اور چاہے برائے نام ان سے عقیدت کا اظہار

بھی قائم رکھا ہو، لیکن عملی طور پر اُن کے افادات و اقوال سے بالکل کنارہ کشی
کرلی اور آلِ محمدؑ گویا صرف شیعوں کے رسولؐ کے اہلبیت بن گئے۔

عام اسلام کی بہبودی کے لحاظ سے یہ صورتِ حال نہایت افسوسناک
تھی، لیکن شکر ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکزِ علم و شریعت، مصر اَب
اپنی علمی ترقیوں کے ساتھ اس جاہلانہ تنگ نظری سے آزاد ہو رہا ہے

اس سلسلہ میں سب سے پہلے علّامہ شیخ محمد عبدہ نے جو مفتی دیارِ مصر
کا درجہ رکھتے تھے "نہج البلاغہ" کو جو امیر المومنینؑ کے کلام کا مجموعہ ہے
اپنے عالمانہ حواشی اور پُرزور مقدمہ کے ساتھ اپنے اہتمام سے
مصر میں شائع کرایا جس کے بعد متعدد بار اس کی اشاعت ہو
چکی اور مصر کے علمی و ادبی حلقہ میں اس کی اہمیت مسلّم ہو گئی

اب اس طرف دو برس سے مصر کے بلند پایہ علمی حلقوں
میں "صحیفۂ سجادیہ" کو ایک عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا
رہا ہے۔ آپ کو یہ سُن کر خوشی ہو گی کہ اس "دولت
نہفتہ" سے مصر کے علماء کو روشناس بنانے کا سہرا
آپ کے ملک کی ایک قابلِ قدر فرد کے سر ہے۔ وہ ڈاکٹر
مولوی مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری ہیں، جنھوں نے
برس مصر کے جامعہ ازہر کی علمی تحقیقات میں مصروف
کر وہاں سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی ہے، اور
سے کم از کم مجھ کو تو بہت خوشگوار علمی و ادبی نیز مذہبی توقعات ہیں جن

maablib.org

ہیں ان کے ہندوستان کی جانب واپس ہونے کا نہایت بےچینی کے ساتھ منتظر ہوں[1]۔

موصوف کے پاس اتفاق سے صحیفۂ کاملہ کا ایک نسخہ موجود تھا جس کو انہوں نے علمائے مصر کے سامنے تحفۃً پیش کیا۔ آپ کو یہ سُن کر حیرت ہو گی کہ یہ جلیل المرتبت کتاب جو کچھ کم تیرہ سو برس سے دنیائے اسلام میں موجود ہے اور سینکڑوں کتب خانوں میں محفوظ ہے اور متعدد بار چھپ بھی گئی ہے۔ مصر میں ایک بالکل نئی چیز سمجھی گئی۔ وہاں کے بڑے بڑے علماء اور پروفیسروں نے اس پر مبسوط مقالے لکھے اور وہ مصر کے رسالوں میں شائع ہوئے نیز آپ کے ہندوستان کے واحد عربی رسالہ "الرضوان" میں بھی درج ہوئے، جسے ممکن ہے یہاں قابل لحاظ نہ سمجھا جاتا ہو۔ لیکن مصر، عراق اور شام میں اس وقت وہ مشرق کا واحد علمی رسالہ کہا جاتا ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے ان مضامین کو بغیر کسی مزید تبصرہ کے حرف بحرف آپ کی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

پہلا مضمون استاد فیلسوف طنطاوی جوہری کا ہے جس کا عنوان ہے "ادعیۃ علی زین العابدین وماذا یستفید منہا المسلمون"۔ حضرت زین العابدین علی بن الحسین ؑ کی دعائیں اور ان سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟

[1] جناب علامہ موصوف آجکل علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں رئیس شعبہ دینیات کی حیثیت سے علم و مذہب کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ مسلسل چند مقالات کا مجموعہ ہے جو رسالہ "ہدی الاسلام" مصر کی متعدد اشاعتوں میں شائع ہوئے ہیں اور مکمل صورت سے "الرضوان" میں درج ہوئے ہیں۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

جامع ازہر کے نوجوان ہندوستانی طالبعلم سید مجتبیٰ احسن نے مجھے ایک کتاب سے مطلع کیا جس میں کچھ دعائیں کچھ مناجاتیں حضرت علی زین العابدینؑ کی طرف منسوب موجود ہیں۔ میں نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اس کے مندرجات پر گہری نظر ڈالی تو مجھ پر ایک ہیبت طاری ہوگئی اور ان دعاؤں کی عظمت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی اور میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے! کیونکہ مسلمان اب تک اس ذخیرہ سے ناواقف رہے اور کس طرح وہ صدیوں اور پھر صدیوں تک خواب غفلت میں مبتلا رہے اور انھیں احساس نہ ہوا کہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ خدا نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ اگر وہ ان خزانوں کو کھول کر دیکھیں اور ان اسرار و رموز پر مطلع ہوں تو سمجھیں کہ سنی اور شیعہ فرقے دونوں خواہ مخواہ کے لئے افتراق باہمی میں مبتلا ہیں۔ اور باہمی عداوت کے نشہ میں سرشار ہیں۔

اس کتاب میں دو قسم کی دعائیں ہیں۔ ایک سلبی (یعنی بری باتوں سے دور ہونے کی تعلیم) دوسرے اثباتی (یعنی اچھی باتوں سے متصف ہونے کی تلقین) دوسری لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ دعائیں ایک عجیب رمز و اشارہ کی صورت سے قرار دی گئی ہیں جن دعاؤں میں ندامت اور پشیمانی اور تضرع و زاری

اور مصائب کا دفعیہ اور مظالم سے نجات، اور بیماریوں سے شفا کا ذکر ہے۔ وہ زیادہ تر کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہیں اور جن دعاؤں میں خدا کی عظمت و جلال کا اظہار ہے اور اس کی صنعت اور عجائب قدرت کا تذکرہ ہے، وہ زیادہ تر کتاب کے آخر میں ہیں۔

کیا یہ ایک عجیب بات نہیں ہے؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ حضرات ع بہت سے ایسے اسرار و رموز اور علوم و معارف کی طرف اشارہ کر رہے تھے جن سے مسلمان بالکل غافل اور بیخبر ہو گئے ہیں۔ حقیقتاً انسانی افراد کے احالات بھی دو ہی صورتوں پر منقسم ہیں ایک تخلی عن الرذائل (بری باتوں سے علیحدگی) دوسرے تحلی بالفضائل (اچھے اوصاف سے آراستگی) اور ان کے ساتھ بلند مرتبہ علوم و معارف کی تحصیل جس سے نفس ناطقہ انسانی کی تکمیل ہو۔

ہم ان دونوں قسموں کی تشریح کریں گے پھر اسلامی اقوام کے لئے اس کے عملی نتائج جو برآمد ہوتے ہیں پیش کریں گے۔

(پہلی قسم) اس میں یہ دعا ہے جو امام زین العابدین ع مناجات میں پڑھتے تھے۔ اس کو امین الاسلام فضل بن حسن طبرسی نے اپنی کتاب "عدۃ السفر و عمدۃ الحضر" میں بھی درج کیا ہے۔

"خداوندا اکثر میری آنکھیں خواب آلودہ ہو گئیں اس وقت جب تیری

نمازوں کا وقت تھا تو میری حالت سے واقف ہے اور ایک محدود زمانہ تک چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ افسوس ہے ان آنکھوں کے حال پر یہ کیونکر صبر کریں گے۔ اس وقت جب ان پر عذاب کیا جائے گا خداوندا اگر میرے پاؤں تیری اطاعت کے راستوں سے الگ گامزن ہوئے تو اس پر مطلع ہے اور محدود زمانہ تک چشم پوشی سے کام لیتا ہے، افسوس ہے ان پیروں کے حال پر، یہ کیونکر صبر کریں گے۔ جب ان پر عذاب ہوگا۔ خداوندا میرے ایسا ہوا کہ میں نے ایسی باتوں کا ارتکاب کیا۔ جن میں میرے نفسانی اغراض شریک تھے تو اس پر مطلع ہوا افسوس یہ میرا جسم کیونکر صبر کرے گا جب اس پر عذاب ہوگا۔ خداوندا کاش میں اپنی ماں کے بطن سے پیدا نہ ہوا ہوتا۔ خداوندا کاش درندے پہاڑوں پر میرے جسم کے ٹکڑے کر ڈالتے اور مجھے بحیثیت مجرم تیرے سامنے کھڑا نہ ہونا ہوتا خداوندا کاش میرے پر پرواز ہوتے کہ تیرے خوف و ہیبت سے فضا میں پرواز کرتا۔ خداوندا افسوس میرے حال پر اگر آتش جہنم میں میری منزل ہو خداوندا افسوس در افسوس مجھ پر اگر جہنم کے زہریلے پھلوں سے مجھے کھانا نصیب ہو۔ خداوندا افسوس میرے حال پر اگر قطران (تارکول) کا میرا لباس ہو خداوندا افسوس در افسوس میرے حال پر اگر آب گرم میرے پینے کے لئے ملے خداوندا افسوس در افسوس میرے حال پر اگر میں تیرے سامنے آؤں اس حال میں کہ تو مجھ سے ناراض ہو۔ اس صورت میں کون ہے جو تجھ کو مجھ سے رضامند بنائے یا کون سے وہ

اچھے اعمال میرے ہوں گے جن کے سبب سے میں تیرے سامنے سر اٹھاؤں اور جن کا تذکرہ اپنی زبان پر لاؤں۔ کچھ نہیں، سوائے اس امید کے جو تیرے کرم سے ہے کیونکہ تیری رحمت تیرے غضب سے آگے ہے اور تو نے کہا ہے کہ میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں بڑا بخشنے والا اور ترس کھانے والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بہت سخت عذاب ہوگا۔ بالکل سچ کہا تو نے اے میرے مالک تیرے غضب کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی۔ سوائے تیرے ہی حلم کے اور تیرے عذاب سے کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی۔ سوائے تیری ہی رحمت کے اور تجھ سے کوئی چیز بھی نہیں مل سکتی سوائے تیری ہی بارگاہ میں گڑگڑاہٹ کے۔ اچھا پھر میں تیرے سامنے کھڑا ہوں بالکل ذلیل، بے قدر، شکستہ حال اور بے سروسامان، اگر تو مجھے معاف کر دے تو کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ ہمیشہ ہی سے تیری رحمت میرے شامل حال رہی اور تو نے صحت وسلامتی کا لباس مجھ کو پہنائے رکھا اور اگر تو مجھے سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اور وہ تیری عدالت کا نتیجہ ہوگا۔ خداوندا مگر میں تیرے ہی پوشیدہ اوصاف اور تیرے ہی اس کمال ذات کا جو حجاب راز میں مضمر ہے واسطہ دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے اس بیتاب نفس اور اس مضطرب جسم اور اس نازک جلد اور ان کمزور ہڈیوں پر رحم کرنا۔ یہ میرا جسم جو اس تیرے آفتاب کی حرارت کو برداشت نہیں کر سکتا تیری آگ کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا۔ یہ جو تیرے بادل کی گرج کی آواز سے تھرا اٹھتا ہے

تیرے غضب کی آواز کو کیسے سن سکتا ہے۔ معافی، معافی، بیشک
گناہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ تیری نعمتوں نے مجھے چاروں طرف سے
گھیرے رکھا، مگر میں نے تیرا شکریہ بہت کم ادا کیا۔ میرے اعمال انتہائی
کمزور ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جس پر میں بھروسا کر دوں، سوائے
تیری رحمت کے اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم۔

اس دعا میں جن قرآنی آیات کی طرف اشارہ ہے

دیکھو امام علیہ السلام اس دعا میں آنکھوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان
کے گناہوں کا، پیروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کے جرائم کا، جسم کا اور ان
کے عذاب کا جو روز قیامت ہوگا اور اس جسم کی کمزوری کا اور
عذاب کے تحمّل سے۔ پھر اپنی خجالت کا اظہار خدا کی بارگاہ میں اور
اس سلسلہ میں جہنم اور وہاں کا زہریلا کھانا اور وہاں کا مخصوص لباس
اور اس سب سے بڑھ کر خدا کی ناراضگی اور بندہ کی بے بسی اور
سب سے آخر میں یہ کہ صرف خدا کی رحمت پر تکیہ ہے اور اسی پر بھروسا ہے
اس دعا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہترین مواعظ
ہیں جن سے شیعہ سنی سب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس طرح
دعاؤں کو حقیقتاً تعلیمی سبق سمجھنا چاہیئے جو موعظہ و ہدایت
خاطر مسلمانوں کے سامنے پیش کیئے گئے ہیں۔ ورنہ لاحقیقت
یہ مقدس ذاتیں ہرگز گناہوں سے اس طرح آلودہ نہ تھیں

لیکن چونکہ بارگاہ الٰہی میں ان کا تقرب زیادہ تھا۔ اس لیے انہیں خدا کا خوف بھی سخت تھا۔ (انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء) "خدا سے ڈرتے وہی زیادہ ہیں جنہیں خدا کی معرفت زیادہ ہوتی ہے" اور چونکہ وہ مسلمانوں کے لیے، ایک پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے لئے مثال پیش کی اور یہی طریقہ وہ ہے جو دنیا کی ہدایت کے لئے بہترین صورت پر کامیاب ہو سکتا ہے۔

(دوسری قسم) یعنی فضائل کے ساتھ آراستگی اور علوم و کمال کی تحصیل کی اہمیت" اس میں آپ کی یہ دعا ہے جو ۲۴ ماہ رمضان کو آپ پڑھتے تھے۔

"اے سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والے اور رات کو آرام و سکون کا ذریعہ بنانے والے اور آفتاب و ماہتاب کو مقرر حساب کے ساتھ چلانے والے، اے عزت کے مالک! اے بخشش و کرم اور قوت و طاقت اور فضل و احسان اور جلال و بزرگی کے سرمایہ دار اے اللہ، اے رحم والے خدا، اے ایک اکیلے یگانہ، اے امن و اطمینان کے دینے والے، اے نگرانی و نگہداشت کرنے والے، اے اللہ، اے ظاہر، اے اللہ، اے باطن، اے اللہ، اے زندہ رہنے والے، سوائے تیرے کوئی معبود برحق نہیں، اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ تیرے لئے ہیں بہترین نام، اور بلند ترین مثالیں اور بزرگی اور تمام نعمتیں، رحمت اپنی نازل کر محمدؐ اور ان کی آلؑ پر اور مجھے

نہ قرار دے ان لوگوں میں سے کہ جب وہ صحیح و سالم ہوں
تو غافل ہو جائیں اور جب بیمار ہوں تو تجھ سے خوف کریں جب
مالدار ہوں تو فریب دنیا کا شکار رہیں اور جب فقیر ہوں تو تجھ سے
لو لگائیں، جب بیمار ہوں تو گناہوں سے توبہ کریں اور جب اچھے
ہوں تو پھر گناہوں میں مبتلا ہو جائیں، نہ ان لوگوں میں سے
قرار دے کہ جو اچھے آدمیوں کی محبت کا دعویٰ تو رکھتے ہوں
مگر ان کے سے اعمال نہ کرتے ہوں اور بُرے آدمیوں سے نفرت
کا اظہار تو کرتے ہوں مگر خود اپنے افعال کے لحاظ سے اُن ہی بُرے
آدمیوں میں داخل ہوں، جو اپنے دوسرے بھائیوں کی بُرائی تو
ظاہر کرتے ہوں اور خود اپنی برائیوں پر پردہ ڈالتے ہوں۔ خداوندا
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، ہدایت اور پرہیزگاری اور عفت اور
بے نیازی کا اُن چیزوں سے جنہیں تو نے حرام قرار دیا ہے
اور عمل کا تیری اطاعت کے ساتھ ان باتوں میں جو تجھے
پسندیدہ ہیں۔ پروردگارا میرے چہرہ کو آتش جہنم سے موڑ دے
خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ، اے ایک
اے اکیلے، اے مالک، اے وہ کہ جس کے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی
اولاد ہے نہ اس کا کوئی مدِ مقابل ہے۔ اے جلالت و بزرگی کے مالک
اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ اے تکلیفوں کے دور کرنے والے۔ اے
خواہشوں کے عطا کرنے والے۔ اے اہم مصیبتوں میں مدد کرنے والے

میری مدد کر اُس مہم میں جو مجھے درپیش ہے۔ میرے قرضوں کو ادا کرا دے اور میرے دل میں پاکیزگی پیدا کر دے اور میرے اعمال میں اضافہ کر دے اور میرے لیئے آتشِ جہنم سے آزادی کی دستاویز لکھ دے اور عذاب سے امان کی سند اور صراط پر سے گزرنے کا پروانہ اور جنت میں حصّہ پانے کا فرمان لکھ کر دے دے اور مجھ کو حق و صداقت کے احاطہ میں داخل کر اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی رفاقت نصیب کر جنت کے باغوں میں اور ہمیشہ رہنے والی مسرّت میں اے جلالت و بزرگی کے مالک خداوندا درود بھیج محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور میری دعا کو قبول کر اور میری تضرع و زاری پر رحم کر اور اپنی بارگاہ سے میری امید کو قطع نہ کر۔ اے فریادرسِ بیکساں میری فریاد کو پہنچ، اے ایمان لانے والے کے پناہ دہندہ مجھے پناہ دے۔ اے نیکو کار اشخاص کے مددگار میری امداد کر۔ اے توبہ کرنے والوں کے دوست میری توبہ کو قبول کر۔ اے تہیدستوں کو رزق دینے والے مجھے رزق عطا کر، اے دردمندوں کی تکلیف کو دور کرنے والے میری تکلیف کو دور کر، اے مضبوط طاقت و قوت کے مالک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر رحمت نازل کر اور میرے دل کو اپنے دین اور اپنی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رکھ۔ یہاں تک کہ میں تیرے سامنے آؤں تو مجھ سے راضی ہو غضبناک نہ ہو۔ تو ہی احسان اور بخشش کا مالک ہے۔ پروردگارا ہم کو دنیا میں نعمت عطا کر، اور

آخرت میں بھی اور ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ آتشِ جہنم سے بچا دے

اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم۔

جو شخص اس دُعا میں غور کرے اُس کو حسبِ ذیل باتیں نظر آئینگی

(۱) شروع میں سفیدۂ سحری کی نمود اور رات کے آرام و سکون اور آفتاب و ماہتاب کے حساب کے ساتھ چلنے کا تذکرہ ہے۔ یہ تمام آیات قرآنی کی طرف اشارہ ہے (۲) اس کے بعد اوصافِ الٰہی کا ذکر ہے۔ عزت بخشش فضل نعمت، رحمت، اس کے ساتھ وحدانیت، فردانیت وغیرہ مخصوص اوصاف کا ذکر ہے۔ یہ کہہ کر اس میں تعمیم پیدا کر دی گئی ہے کہ تمام بہترین نام اسی کے لئے ہیں (۳) آخر میں ہدایت اور تقویٰ اور دل کی پاکیزگی کا تذکرہ ہے۔ امام ؑ نے اس دعا میں ایک راستہ دکھلایا ہے جو توضیح کا مستحق ہے اور ہم تمام مسلمانوں کو اس کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔

اس دُعا سے جو سبق حاصل ہوتا ہے

تمام مسلمانوں کو بلا تفریق ہیں مخاطب کرتا ہوں کہ دیکھو یہ بلند مرتبہ فرد گوارِ نبوت کے خاندان کے محترم فرد زین العابدین ؑ تم سے کیا کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے دلوں کو پاک کرو اور گناہوں سے ان کی حفاظت کرو۔ یہی نہیں بلکہ اس عالم کے مخلوقات اور اس وسیع دنیا کے کائنات کو غور سے دیکھو۔ وہ آفتاب ہے جو حساب کے ساتھ چل رہا ہے اور ماہتاب ہے جو اپنی منزلوں میں سیر

کرتا ہے۔ اس سے آپ سورۂ انعام کی ان آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا تاکہ یقین کے درجہ پر فائز ہوں پھر اسی سورہ میں یہ ہے کہ خدا نے دانہ کو شگافتہ کیا اور گٹھلی سے درخت کو نمایاں کیا، وہ ذی حیات کو غیر ذی حیات سے اور غیر ذی حیات کو ذی حیات سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی قدرت، تم کہاں اِدھر اُدھر پھر رہے ہو، وہ سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والا ہے اور اس نے رات کو سکون و اطمینان کا وقت قرار دیا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ چلایا ہے۔ یہ اقتدار و حکمت رکھنے والے خدا کی قرار داد ہے۔ اسی نے تمہارے لئے ستاروں کو مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے راستہ حاصل کرو۔ خشکی اور تری میں، یہ تمام نشانیاں تفصیل سے پیش کی ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم سے کام لیں۔

اس دعا کے متکلم امام علیہ السّلام نے سورۂ انعام کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ بھی اسی کتاب (صحیفۂ کاملہ) کی بعض دعاؤں میں کیا ہے۔ جہاں آپ نے خدا کے اوصاف میں یہ بتلایا ہے کہ وہ نور اور ظلمت کا خالق ہے اور آفتاب و ماہتاب بھی اسی نے پیدا کئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اجرام سماویہ خدا نہیں ہیں۔ جیسا کہ جناب ابراہیمؑ کے زمانہ

ہیں صائبیہ کا خیال تھا اور یہ کہ خود نور و ظلمت بھی خدا نہیں
جیسا کہ ایران کے ملک میں مانوی جماعت کا عقیدہ ہے۔
اللہ اکبر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیتِ رسولؐ کس
منزل پر تھے اور تمام مسلمان کس منزل پر ہیں۔ ان دعاؤں میں علم
افلاک، حساب آفتاب و ماہتاب جہاز رانی وغیرہ کے طریقہ کی
طرف اشارہ ہے۔ جو بغیر کواکب کی حرکتوں کے دریافت کئے
ہوئے نہیں حاصل ہو سکتا۔ آج یورپ کی ہر سلطنت میں اس کے
لئے خاص درسگاہیں قائم ہیں۔ مگر مسلمانانِ عالم اب تک ان علوم
سے بالکل بے خبر رہے ہیں جن کی طرف اہلبیتؑ نے برابر اشارہ کیا ہے
چونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے متبعین اور ان کے متبعین کے
مخالف برابر اہلبیتؑ کے بارے میں جنگ و جدل کرتے رہیں گے، مگر
ان حضرات کے دل میں یہ تھا کہ ہم مشترک اسلامی روح کے شائع کرنے
کے لئے اور بندوں کو خدا کی معرفت سے قریب کرنے کے لئے
پیدا ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے اس طرح کے اشارات اپنے کلام
میں ودلعیت کر دیئے ہیں۔ جن سے تمام صاحبانِ عقل فائدہ اٹھائیں
حکماء و مصلحین ان کے ذریعہ سے ترقی کریں۔ وہ باتیں ایسی ہیں جو
خلق سے متعلق ہیں اور ان میں کسی فرقہ سے خصوصیت نہیں۔
انہوں نے پہلی قسم میں گناہوں کا ذکر کیا ہے اور قرآن میں
عذاب مذکور ہوئے ہیں جیسے زقوم، قطران وغیرہ انکا ذکر کیا ہے

اور دوسری قسم میں ان عجائبات قدرت کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا سورۂ انعام میں بھی تذکرہ ہے اور جن کی حقیقت بغیر علمِ فلکیات کے معلوم نہیں ہو سکتی اور علمِ فلکیات کے لئے حساب اور ہندسہ اور جبر و مقابلہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ان آیات میں جن کی طرف اس دعا میں اشارہ ہے نباتات کا ذکر کیا ہے جس کے لئے علم النباتات اور علمِ زراعت کی ضرورت ہے اور جنین کا بطنِ مادر میں تذکرہ ہے جس کے لئے علمِ تشریح اور علم الحیات (بیالوجی) ناگزیر ہے۔

گویا امام کے پیشِ نظر تھا یہ عالم کہ دنیا میں دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں مگر سنی شیعہ آپس کے جھگڑوں ہی میں مصروف ہیں۔ اور کس بارے میں؟ خود اہلبیتؑ کے بارے میں، حالانکہ اہلبیتؑ ان جھگڑوں سے الگ ہیں۔ کیا آسمان اور اس کے ستارے، کیا زمین اور اس کی زراعتیں خدا کے مخلوقات میں داخل نہیں ہیں۔ کیا ان چیزوں میں غور و خوض کرنا خدا کی معرفت سے قریب نہیں کرے گا؟

مگر افسوس مسلمان غفلت میں ہیں۔ انہوں نے اسلامی ممالک میں ان علوم کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور صرف آپس کے جھگڑوں بکھیڑوں سے مطلب رکھا ہے۔ وہ بھی ایسے معاملات میں جن کا وقت گزر چکا ہے اور وہ نسلیں گزر چکی ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کے عقول میں ترقی ہو گئی ہے اور علم کی محبت ان کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔

(۲)

موازنہ حضرت نوحؑ کی آوازیں اور امام زین العابدینؑ کی دُعائیں

یہ شیخ طنطاوی جوہری کا دوسرا مضمون ہے۔

اے برادرانِ اسلام! میرا اسلام قبول کرو۔ میں نے اپنے گذشتہ مقا
میں امام زین العابدینؑ کی بعض دعاؤں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہا
کیا ہے۔ میں نے بتلایا ہے کہ کس طرح آپ نے علم اور عمل دونوں پہلوؤں
پر زور دیا ہے اور عالمِ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اب ایک دعا اور پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جو آپ تاریک راتوں
پڑھتے تھے۔

اے پروردگار مجھے بخش دے۔ اے پروردگار مجھ پر رحم کر۔ اے
میرے مالک میرے دل میں پاکیزگی پیدا کر۔ اے میرے مال
مجھے ریاکاری سے علیحدہ رکھ۔ پروردگارا تو نے رات کو ہمار
راحت کا ذریعہ بنایا ہے اور دن کو ہمارے کسبِ معاش
موقع قرار دیا ہے۔ تو نے آفتاب و ماہتاب کو حساب
کے ساتھ جاری کیا ہے۔ تو عالموں کا انتظام کرنے و
ہے۔ تو نے آفتاب، ماہتاب اور ستاروں میں اپ
حسنِ صنعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو نے ان تمام سیا
کو اپنے مخلوق کے فائدہ کے لئے اپنے حکم کا پابن

بنایا ہے۔ مجھ پہ ایک نظر اپنی ڈال دے۔ ایسی نظر جو میرے دل کو ریاکاری، خود بینی، کینہ وری اور حسد کے جذبات سے خالی کر دے اور جس سے مجھے تیرے عذاب کا اندیشہ پیدا ہو جائے

اس دعا میں امامؑ نے ایک طرف تو تہذیب اخلاق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس سے نفس میں پاکیزگی پیدا ہو۔ دوسری طرف اس پاکیزگی نفس کی تکمیل پر زور دیا ہے۔ علم اور حکمت اور کائنات قدرت میں غور و خوض کے ساتھ حضرتؑ نے اپنی دعاؤں میں علم النفس اور علم الآفاق دونوں کو جمع کیا ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ ہم انسانوں کو اپنی نشانیاں دکھلاتے ہیں۔ آفاق آسمان و زمین اور خود ان کے نفوس میں تاکہ ان کو حق کی معرفت ہو "انفس" کے لفظ میں بہت سے علوم کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں سے ایک علم الاخلاق ہے۔ اور "آفاق" کے لفظ میں "علم الارض" نباتات، جبال بحار اور فلکیات وغیرہ سب داخل ہیں۔

نوحؑ کی آواز اپنی قوم کے لئے

ہم دیکھتے ہیں نوحؑ کی آواز کو جو قرآن میں درج ہوئی ہے، نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ "اے میری قوم کے لوگو۔ میں تمہیں خوف دلاتا ہوں، خدا کی عبادت کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ خدا تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور تمہیں معینہ مدت تک زندہ رکھے۔ وہ خدا کی مقرر کردہ

مدت جب پوری ہو جاتی ہے تو اس میں دیر نہیں ہوتی" پھر نوح نے
خدا سے اپنی قوم کی شکایت کی۔ "کہا پروردگارا میں نے اپنی قوم کو شب
روز دعوت دی۔ مگر میری دعوت پر وہ بھاگتے ہی رہے۔ میں نے
جب ان کو دعوت دی تاکہ وہ اپنی مغفرت کا سامان کریں تو انہوں
نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور چادریں سروں پہ ڈال لیں
اور اپنے جرائم پر اصرار کیا اور پورے تکبر سے کام لیا۔ پھر میں نے ان کو کھلم
کھلا آواز دی اور بلند آواز سے اعلان کیا اور آہستہ سے بھی سمجھایا
میں نے کہا کہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والا
ہے۔ وہ ابر کو تم پر پانی برسانے کے لئے بھیجتا ہے اور تم کو اموال اور اولاد
کے ساتھ مدد پہنچاتا ہے۔ تمہارے لئے باغ قرار دیتا ہے اور نہریں جاری
کرتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی عزت نہیں سمجھتے
اسی نے تم کو مختلف صورتوں پر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیونکر
نے ساتوں آسمانوں کو طبق در طبق پیدا کیا ہے اور ماہتاب کو ان میں
کے لیے قرار دیا ہے۔ اور آفتاب کو چراغ بنایا ہے اور خدا ہی
زمین سے تمہیں مثل نباتات کے باہر نکالا ہے۔ پھر تم کو اسی
زمین میں واپس لے جائے گا۔ اور اس کے بعد پھر
نکالے گا۔ اور خدا نے تمہارے لئے زمین کو فرش
دیا ہے۔ تاکہ اس میں مختلف راہوں میں تم راستے
نوح نے کہا کہ "پروردگارا ان لوگوں نے میری

نافرمانی کی اور اس شخص کا طرزِ عمل اختیار کیا جس کو اس کے مال و اولاد سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا اور یہ لوگ بڑے مکر و فریب سے کام لیتے رہے۔"

اللہ اکبر! یہ حضرت نوحؑ کی دعا قابلِ لحاظ ہے۔ کس قدر انفس و آفاق کے علوم اس میں مجتمع ہیں۔ بالکل اسی طرح امام زین العابدینؑ نے اپنی دعا میں دونوں باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میرے نفس میں پاکیزگی عطا کر تاکہ اس میں بلندی پیدا ہو سکے۔ دوسری طرف آسمان و زمین کی خلقت اور خدا کی قدرت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ص ۱۰۸ کتاب الصحیفۃ کاملہ میں ایک دعا کے ذیل میں آپ کہتے ہیں:۔

خداوندا میرے لئے ایسا دل قرار دے جو تجھ سے ڈرتا رہے اس طرح گویا اس نے تجھے دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ تجھ سے ملاقات کرے۔ اے مالک آسمانوں کے اور تمام ان چیزوں کے جو آسمان کے اندر ہیں روشن ہوں خواہ تاریک۔ اے مالک کشادہ زمینوں کے اور تمام اس مخلوق کے جو اُن زمینوں کے اندر ہے"۔ اے مالک مضبوط بنیاد والے پہاڑوں کے۔ اے مالک چلنے والی ہواؤں کے۔ اے مالک اُن بادلوں کے جو زمین اور آسمان کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ اے مالک ان ستاروں کے جو آسمان میں تیرے تابع فرمان ہیں خواہ پوشیدہ ہوں اور خواہ ظاہر۔ اے مخفی

باتوں سے باخبر اور اے آوازِ دل کے سننے والے!"

ص ۱۱۳ میں ہے :-

"خداوندا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ صاحبانِ علم کا خوف اور عبادت
کرنے والوں کا خشوع و خضوع اور خلوص رکھنے والوں کی عبادت
اور خشوع رکھنے والوں کا اخلاصِ قلب اور توکل رکھنے والوں کا
اور بزرگ مرتبہ لوگوں کی کامیابی اور ذکرِ الٰہی کرنے والوں کا غور
یہ بالکل مطابق ہے اس آیت کے ساتھ کہ "آسمان
کی خلقت اور شب و روز کی آمد و رفت میں نشانیاں
صاحبانِ عقل کے لئے وہ جو خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں
اور بیٹھے اور کروٹ کی حالت میں اور غور و خوض کرتے ہیں
و زمین کی خلقت میں۔ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار تو نے ان
طور پر نہیں پیدا کیا ہے۔ تیری ہستی پاک ہے۔ ہم کو جہنم
عذاب سے محفوظ رکھ!"

حضرت کا یہ فقرہ کہ "ذکرِ الٰہی کرنے والوں کا غور و خوض
اسی آیت کا پتہ دیتا ہے اور اس امر کی طرف
ہے کہ خدا کو یاد کرنے والا اگر اس کے مخلوقات
غور و خوض نہ کرے تو وہ جاہل رہے گا۔ اور اسے
بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہی بتلایا گیا ہے اس آیت میں کہ :-

"یہ لوگ قرآن میں غور و خوض کیوں نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں؟"

اور اس آیت میں کہ :-

"وہ لوگ جنہیں توریت کا حامل بنایا گیا پھر انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا، مثل گدھے کے ہیں جس کی پشت پر کتابوں کا بار لدا ہوا ہو، کیا بری مثال ہے ان لوگوں کی جو خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور خدا جبری طور پر ظالمین کو راہِ راست پر نہیں لاتا ہے۔"

طنطاوی کا شکوہ خدا کی بارگاہ میں

خداوندا یہ تیری کتاب موجود ہے قرآن، اور یہ اہلبیتؑ میں سے ایک بزرگ ہستی کے ارشادات ہیں۔ یہ دونوں کلام وہ آسمان سے نازل شدہ کلام، اور یہ اہلبیتؑ کے صدیقین میں سے ایک صدیق کی زبان سے نکلا ہوا کلام دونوں بالکل متفق ہیں۔ اب میں بلند آواز سے پکارتا ہوں ہندوستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں، اے فرزندانِ اسلام، اے اہلِ سنّت، اے اہلِ تشیع۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم قرآن اور اہلبیتؑ کے مواعظ سے سبق حاصل کرو۔ یہ دونوں تم کو بلا رہے ہیں، ان علوم کے حاصل کرنے کی طرف جن سے عجائبِ قدرت منکشف ہوتے ہیں اور خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

پہلے ان علوم کو حاصل کرو۔ انہی کے حاصل کرنے کا تمہیں قرآن او
پیشوایانِ مذہب کے ارشادات میں حکم ملا ہے۔ جب تم ان میں کا
ہو جانا تو پھر دوسرے امور کی طرف متوجہ ہونا۔
تفرقہ انگیز مباحث سے باز آؤ اور ان ہدایات پر عمل کرو۔ ان
سے استفادہ کرو اور سورج کے نیچے، زمین کے اوپر اپنے زندگ
کا سامان کرو۔

(طنطاوی جوہری مصر)

(۳)

امام زین العابدینؑ کی دعاؤں سے میرے تاثرات

یہ استاذ محمد کامل حسین کا مضمون ہے جو "جامعہ مصریہ"
پروفیسر ہیں اور کتاب "الادب فی مصر الاسلامیہ" اور "م
بن ابی حفصہ" کے مصنف ہیں۔ یہ مضمون آپ کا گذ
سال "الرضوان" کے جمادی الآخر و رجب کے پرچ
شائع ہوا ہے۔

کیا تمہارا خیال ہے کہ فرزدق نے امام زین العابدینؑ کی تع
کا حق ادا کر دیا اپنے ان شعروں میں، جن کا مض
یہ ہے کہ:-

"یہ وہ ہیں جن کے پیروں کی چاپ کو سرزمین مکّہ پہچانے ہوئے ہے اور خانۂ کعبہ اور اس کے حِل و حرم سب ان سے واقف ہیں۔ یہ اس ہستی کے فرزند ہیں، جو خلقِ خدا میں سب سے بہتر تھی۔ یہ متقی، پاکیزہ، پاک اور مشہور روزگار ہیں۔"

ہرگز نہیں، بخدا فرزدق اپنے ان شعروں میں ایک شمّہ بھی نظم نہیں کر سکا ہے۔ بلکہ مجھے تو ملتے ہی نہیں وہ الفاظ جو میرے دلی خیالات کا اظہار کر سکیں اور بتلا سکیں، میرے تاثرات کو اس امامؑ کی عظمت کے بارے میں جس نے ایک طرف عرب قوم کے محاسن اخلاق اور ان کے مذہبی کمالات کو حاصل کیا اور دوسری طرف ملک عجم کی سلطنت اور اس کی عزّت کے جوہر کا حامل ہوا۔

اس صورت میں کوئی بے جا نہیں کہ ان کو "ابن الخیرتین" (دو منتخب قوموں کا فرزند) کہا جائے کیونکہ آپ کے جدِّ بزرگوار حضرت رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے دو ہی قوموں کو منتخب کیا ہے۔ عرب میں سے قبیلۂ قریش اور غیر عرب میں سے فارس۔ اور بہت سے ایرانیوں نے اس حدیث کو اپنے لئے محل نازش میں پیش کیا ہے۔ مہیار دیلمی شاعر سیّد رضی (جامع نہج البلاغہ) کا شاگرد تھا۔ وہ اسی حدیث کو لیتا ہے

اور پھر اپنی تعریف خود کرتے ہوئے کہتا ہے۔

(شعر جس کا مضمون یہ ہے)

"میں نے عزت و بزرگی بہترین باپ دادا سے حاصل کی اور دین کی عزت بہترین نبیؐ سے حاصل کی۔ پس مجھے ہر حیثیت سے فخر کا موقع حاصل ہو گیا۔ عزت خاندانی فارس کی اور دینی عزت عرب کی"

یہ انتہائی فخر کی حد ہے جو ایک شاعر پیش کر رہا ہے۔ کون؟ مہیار دیلمی۔ جس کی دنیاوی عزت صرف اتنی ہے کہ وہ ملک فارس کا ایک مجوسی شخص تھا اور کسی شاہی خاندان سے بھی نہ تھا۔ پھر اپنے استاد سید رضی کے ہاتھ پر اسلام لایا تو دوسرے اسلام لانے والے غلاموں کا سا اسے بھی درجہ حاصل ہو گیا۔ نہ اس کو خاندانی کوئی امتیاز تھا نہ اسلام میں کوئی خاص درجہ۔ لیکن باوجود اس کے اپنی ان دو خصوصیتوں کے اجتماع پر فخر کرتا ہے کہ میں خاندانی حیثیت سے فارسی النسل ہوں اور دینی حیثیت سے حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کے دین کا پیرو۔ پھر اب میں کیا کہوں اس ہستی کے بارے میں جس کا دادا خود مسلمانوں کا رسولؐ ہو اور نانا خود ملک فارس کا بادشاہ کسریٰ ہو۔ وہ کون زبان ہو سکتی ہے جو اس بزرگوار کی عزت و بزرگی کی حد بیان کر سکے۔ یہ ہستی امام زین العابدین علیؑ بن الحسینؑ کی ہے۔ جن کے بارے میں فرزدق نے کہا ہے:۔

"جب قبیلۂ قریش کے لوگ ان کو دیکھ لیتے ہیں تو کہنے والے کہہ اٹھتے ہیں کہ بس اس شخص کی عزتوں پر عزت کی انتہا ہو جاتی ہے"
بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ میں کہوں "ان کے عظیم اخلاق پر خُلق کی انتہا ہے۔ ان کی خاندانی شرافت پر شرافت کی انتہا ہے اور اگر زبان یارا دے اور مجھے الفاظ ملیں جن سے میں مطلب ادا کر سکوں تو پھر بھی میں یہ کہوں گا کہ یہ کم تر تعریف ہے، جو امام سجادؑ اور اہلبیت رسولؐ کے بارے میں کی جا سکتی ہے۔
ممکن ہے لوگوں کو تعجب ہو یہ دیکھ کر کہ ایک سنّی مضمون نگار ائمۂ شیعہ میں سے ایک امام کے بارے میں اس طرح کے خیالات ظاہر کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اگرچہ ایک ایسے شہر میں پیدا ہوا ہوں جسے سنّی مذہب سمجھا جاتا ہے اور ایک ایسی جماعت میں جو امام شافعی وغیرہ کے مذہب کی پیرو ہے لیکن میں نے اپنے سنّی شہر کو اور اس کے تمام لوگوں میں ہر طبقہ اور جماعت کو یہ دیکھا ہے کہ وہ اہلبیتِ رسولؐ کی عزت کرتے ہیں اور ائمۂ شیعہ کی عظمت کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح شیعہ ہیں (یہ خدا کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) اور محمد بن ادریس شافعی خود ہی فرما گئے ہیں۔
اے جانے والے ناقہ پر سوار ذرا سرزمین مکہ پر منیٰ کے قریب ٹھہر اور جو جو اِدھر اُدھر لوگ ہیں

سب سے پکار کر کہہ دے، صبح کے وقت، اس وقت جب حاجیانِ کعبہ منیٰ کی سرزمین پر جمع ہوتے ہیں اتنی کثرت سے کہ جیسے بہتا ہوا موج زن دریا، ان سب سے کہدے کہ اگر آلِ رسولؐ کی دوستی کا نام رافضی ہو جاتا ہے، تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں"

اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے کوئی فتنہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے اس سے زیادہ خطرناک نہیں معلوم ہوتا کہ شیعہ سنّی میں افتراق پیدا ہو جائے۔

ہم سب ایک دین کو مانتے ہیں جس کا نام ہے اسلام۔ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ سرورِ انبیاءؑ اور خاتم المرسلینؐ ہیں۔ اور آپؐ کے اہلبیتؑ طاہرین کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں۔ جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) جب تک ہم سب اس نقطہ پر قائم ہیں تو یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم سب کو متحد ہونا چاہیئے۔ اور اس راستہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔ اپنے دین کی حفاظت میں اور اس کو ترقی دینے میں اور اس مشترک نقطہ کی طرف سب کو دعوت دینا چاہیئے اور اس راستے میں جہاد کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اب ایسی اختلافی باتوں میں پڑیں جو تفرقہ انگیزی کا باعث ہیں۔ صرف

ذاتی اغراض اور شخصی مفاد کی خاطر۔ اگر ہم حضرت علیؑ کے پیرو ہوتے کہ آپ نے دنیا کو طلاق دے دیا اور اس کی آرائشوں پر کوئی توجہ نہ کی اور اگر آپ کی طرح یہ کہتے ہوتے کہ "اے دنیا جا کسی اور کو فریب دینا"، تو آج اسلام کی شان ہی دوسری ہوتی اور مسلمانوں کو آج وہ عزت حاصل ہوتی جس کے مثل کوئی عزت ہو نہیں سکتی۔

لیکن دنیاوی خواہش اور ہوا و ہوس نے مسلمانوں کو اسلام کے بلند مقصد سے ہٹا دیا اور انہیں توحید و ایمان کی حقیقت سے دور کر دیا۔ جس کی وجہ سے ان میں فرقہ بندیاں ہو گئیں اور مختلف جماعتیں قائم ہو گئیں جو آپس میں تصادم کرتی رہتی ہیں۔ جس سے مسلمانوں کی عزت، ذلت کے ساتھ بدل گئی۔ اور قوت حاصل ہونے کے بعد ان میں کمزوری پیدا ہو گئی۔

یہ سب میں نے لکھ ڈالا اس حالت میں کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے جو حجم کے لحاظ سے تو چھوٹی ہے مگر قدر و قیمت میں بہت بڑی ہے۔ یہ سیدنا امام زین العابدینؑ کی بعض دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ اور مجھے آرزو تھی کہ میں ان دعاؤں کی نسبت لکھتا اور بتلاتا کہ ان میں کتنی روشن دلیلیں موجود ہیں، اس بات کی کہ زین العابدینؑ مثل دوسرے اہلبیت طاہرینؑ کے بالکل رسول اللہؐ کی تعلیمی روح کے حامل اور عبادت و پرہیزگاری میں آپ کے

تابع تھے لیکن مجھے وہ الفاظ کہاں مل سکتے ہیں جو میرے تاثرات کو ظاہر کریں۔ اس وقت جب میں ان معجز نما کلمات کو پڑھتا ہوں، جن کی تشریح میں زبان عاجز ہو کر ٹھہرتی اور عقل حیران ہو جاتی ہے اور قلم لرزہ بر اندام ہو کر رک جاتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر میں صرف اپنے عجز اور کوتاہ بیانی کا اعتراف ہی کر لینا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ میں قلم اٹھاؤں اور پھر موضوع کے حق کو ادا نہ کر سکوں۔ کیونکہ میرا تاثر اور قلبی احساس حضرت سجادؑ کی دعاؤں کے پڑھنے کے موقع پر میری طاقت اظہار سے بالاتر ہے۔

لیکن مجھے ایک اور امر کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ وہ یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے انشا پرداز اور ادبا اور ادبی مؤرخین قدیم شعراء اور نثر نگاروں کے آثار کے مطالعہ اور درس و تدریس کی طرف متوجہ ہیں اور انہوں نے نثر میں اس غیر متبدلانہ طرز تحریر کو اختیار کیا ہے، جسے انشا پردازوں نے مقرر کیا ہے اور اسے اس طرح آراستہ کیا ہے کہ وہ بالکل قدرتی اور فطری حسن ادا سے علیحدہ ہو گیا ہے اور انہوں نے اس میں رنگ برنگ علم بدایع و بیان کی زینتیں اور سجاوٹیں بھی بھر دی ہیں جو کسی طرح تکلف اور تصنع سے خالی نہیں ہیں اور طبعی حسن کے کسی طرح مطابق نہیں ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ان دعاؤں سے

ایسے ادبی آثار کو چھوڑ رکھا ہے۔ جو عربی ادب کے معجزات میں شمار کرنے کے قابل ہیں۔ اس لئے کہ وہ دعائیں ایک پاکیزہ اور صاف نفس سے برآمد ہوئی ہیں اور وہ امامؑ کا نفس ہے اور مخاطب بھی ایک پاک اور صاف نفس ہے اور وہ خدائے بزرگ کی ذات ہے۔ اس لئے وہ حقیقتاً ایک قلبی احساس ہے جو خدا کی طرف سے اس کے بندہ کو عطا ہوا ہے۔ اور جس کے ساتھ بندہ اپنے خدا کی جانب متوجہ ہوا۔ اس لئے ان مذہبی دعاؤں میں ایک بلند مثال ہے جذبۂ دینی کی وحی اور تقویٰ کے الہام اور زہد و تقویٰ کی آواز کی، اُن میں ایک شیریں موسیقیت بھی ہے جو روح کو جذب کرتی ہے، کانوں کو اس سے لذت حاصل ہوتی ہے اور دل اس کے جذّاب معانی اور وقیع الفاظ کے سننے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو رعب و جلال سے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ دیکھو امامؑ اپنے پروردگار کی تعریف کر رہے ہیں:۔

"ستائش ہے اس خدا کے لئے جو اپنی عظمت کے ساتھ دلوں پہ جلوہ افگن ہے اور اپنی عزت کے ساتھ آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور تمام چیزوں پر اپنی قدرت کے ساتھ قابو رکھتا ہے، پس نہ آنکھیں اس کے مشاہدہ کی تاب رکھتی ہیں اور نہ تو ہمات اس کی عظمت کی حقیقی حد تک پہنچ سکتے ہیں، وہ عظمت اور بزرگی کے ساتھ جبروت کا مالک ہے اور عزت اور احسان اور جلالت کے ساتھ خلق پہ مہربان ہے حسن و جمال کے

ساتھ نقائص سے مبرا و منزّہ ہے اور فخر و بلندی کے ساتھ بزرگی کی
صفت کا مالک ہے۔"

تم نے عربی کلام میں کبھی جادوانہ کیف اس کلام سے زیادہ بھی
دیکھا ہے اور کوئی کلام جو اپنے خوشنما الفاظ اور بڑے معانی کے
ساتھ دل میں بیٹھ جائے اور نفس انسانی کو اُن بلند مرتبوں تک پہنچا
جن میں صرف پاک و پاکیزہ اور ہوسِ دنیا سے خالی اور صاف
دل ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس کلام سے زیادہ سنا ہے؟ یہ ہے دینی ادب
جس سے دل چاشنی گیر اور لذت اندوز ہوتے ہیں۔ اور اس کی
بلندی کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ کان اس کو سنتے ہیں
تو اس کے نغموں کے ساتھ مترنم ہو جاتے ہیں اور عقل اُن کے
معانی پر غور کرتی ہے۔ تو ایک دوسری فضا میں جو اس فضا کے
علاوہ ہے پرواز کرنے لگتی ہے۔

اس کے باوجود دنیا بدیع الزماں اور حریری اور ابو نواس اور
متنبی کی گرویدہ ہو رہی ہے۔ کہاں دینی ادب اور کہاں ان
لوگوں کا ادب۔ لفظ و معنی دونوں حیثیتوں سے ان دونوں میں
بڑا فرق ہے۔ اور خود ادبی رنگ کے لحاظ سے بہت بڑا
تفرقہ ہے۔ ادباء کو چاہیے کہ وہ اس جلیل المرتبت ادبی سرمایہ
کی طرف متوجہ ہوں۔ یقیناً ان کو اس میں بہت بڑا خزانہ دستیاب
ہوگا، جو اب تک زمین کے نیچے دفن ہے۔

(۴)

امام زین العابدینؑ اور اُن کا فلسفہ

(یہ احمد محمد جمعہ ابیوقی کا مضمون ہے جو کلیۂ شریعتِ اسلامیہ مصر کے افاضل میں سے ہیں)

کیا کہنا اس ربانی امامؑ اور روحانی پیشوا اور اخلاقی معلّم کا جو افرادِ بشر کے نفوس اور اقوام و ملل کے دلوں کا حکمران ہے اور انسانی نسلوں کی دستگیری و رہنمائی کرنے والا ہے تیرہ صدی اس طرف سے لے کر اس وقت تک کہ جب یہ دنیا فنا ہو۔

وہ اُن کا ہاتھ تھامتا ہے اور انہیں حقیقی زندگی کے راستوں پر لے جاتا اور زندگانی کی تنگی اور اس کی کاوش بے جا سے ہٹاتا ہوُا انہیں اصلی زندگی کے معنی اور عمر کی قیمت اور زمانہ کی واقعی عزت کا سبق سمجھاتا ہے۔ وہ جد و جہد اور انتھک کوشش اور عمل کے اصول کو قائم کرتا اور بے کاری اور کاہلی سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ دیکھو وہ خدا سے دعائیں کہہ رہے ہیں:۔

ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے اور ہمارے جسم کی بیکاری کے موقع کو بھی اپنی نعمتوں کے شکریہ میں صرف کر دے اور ہماری زبانوں کی گویائی کو اپنے احسان کی توصیف سے مخصوص بنا دے“

کتنا بلند ہے آپ کا درجہ اے امامؑ! اور کتنا صاف ہے آپ کا دل اور کتنا روشن ہے، آپ کا ضمیر اور کتنی پاکیزہ ہے۔ آپ کی نیت اور کتنا بزرگ ہے۔ آپ کا نظریہ اور کتنا مبارک ہے آپ نقطۂ نگاہ۔

آپ نے سُنا حیؑ و قائم خداؑ کی آواز اور خالق قدیم کے خطاب کو جو اُس نے اپنے حبیبؐ اور مقدس رسولؐ کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ رسولؐ کے لباس میں تمام اقوام اور نسلوں کو مخا کررہا تھا۔ آپ نے اس پر لبیک کہی اور اطاعت کی اور نزدیک پہنچ گیے اور خدا کے قانون کے سامنے سرخم کردیا۔ وہ حی کی آواز یہ ہے کہ:۔ "اے رسولؐ کہدو کہ غور کرو آسمان و زمین میں کیا عجائب مضمر ہیں" "یہ لوگ کیوں نہیں سیر کرتے اور نظر ڈالتے" لوگ کیوں نہیں غور کرتے" "در آسمان و زمین کی خلقت اور شب و ر کی آمدورفت میں اہل عقل کے لیئے نشانیاں مضمر ہیں" "کیوں نہ یہ لوگ زمین میں سیر و سیاحت کرتے اور دیکھتے کہ کیا انجام ان لوگوں کا جو اُن کے پہلے تھے، وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، اور انہوں نے زمین میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا عمارتیں قائم کی تھیں اس سے زیادہ کہ جتنی انہوں نے عمارتیں بنائی اور پیغمبر اُن کے پاس کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ آئے، خدا اُن پر ظلم نہیں کرتا لیکن وہ لوگ تو خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

اور رسول کا قول کہ "ایک ساعت فکر و غور کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے"۔ "خدا کے مخلوقات میں غور کرو اور خود خدا کی ذات میں فکر نہ کرو کیونکہ تم اُس کے درجہ کی حد مقرر نہیں کر سکتے"۔

یہی تو آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ "ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے"۔

آپ دنیا کو آباد کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بے کاری کے اوقات کو بھی ایسی باتوں میں صرف کریں جن سے حقیقی کامیابی کی بنیاد قائم ہوتی اور واقعی عزت حاصل ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لئے نام باقی رہتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بیکاری ہو ہی نہ اور تعطل پیدا ہی نہ ہو۔ اس وقت میں نہ خرابیاں ہوں گی، نہ جرائم (کیونکہ عرب شاعر کا شعر ہے کہ)

"جوانی اور بے کاری اور دولت مندی یہی انسان کے خراب کرنے کے بڑے اسباب ہیں"۔

امام اعلان کر رہے ہیں کہ جتنی خدا کی نعمتیں ہیں اور اُس کی دی ہوئی طاقتیں ہیں اور اعضاء و جوارح ہیں سب کو اُن ہی مقاصد میں صرف کیا جائے جن کے لئے وہ خلق ہوئے ہیں۔ تاکہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو۔

یہی مطلب ہے آپ کے اس فقرہ کا کہ :-

ہماری بیکاری کو بھی اپنی نعمت کے شکریہ میں صرف کر دے"
اس کے بعد آپ چاہتے ہیں کہ آپ خداوندِ عالم کے اس قول
داخل ہوں کہ "کون اپنی بات کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہو سکتا
اس شخص سے جو خدا کی طرف دعوت دے اور اچھے اع
کرے اور کہتا رہے کہ میں مسلمان ہوں۔" آپ کہتے ہیں:
"خداوندا ہم کو قرار دے اُن لوگوں میں سے جو تیری طرف دع
دینے والے ہیں اور تیری طرف کا راستہ بتانے والے ہیں۔"
یہ پُر مغز جملے اور بیش بہا فقرے ہیں، جن میں حسن و عظم
اور بلاغت و ایجاز کے تمام اوصاف مجتمع ہیں۔
"ستائش اللہ کے لئے جو دلوں پر اپنی عظمت کے ساتھ
ہے اور آنکھوں سے اپنی عزت کے ساتھ پنہاں ہے، نہ
اس کے دیدار کی تاب رکھتی ہیں اور نہ انسانی عقلیں اس
کی عظمت کی حد تک پہنچ سکتی ہیں۔ وہ عظمت و کبریائی
ساتھ شان و جبروت کا مالک اور عزت و احسان و بز
کے ساتھ خلق پر مہربان اور حسن و جمال کے ساتھ نقا
سے منزہ و مبرا اور فخر و کمال کے ساتھ شرف اور بز
کا سرمایہ دار اور بخشش و نعمت کے ساتھ تمام خلق
امید گاہ ہے۔"
تصوف کے ساتھ بلاغت، تضرع و مناجات میں ادبیت، عبودیت

مظاہرہ میں سحر آفرینی، بیان کے جوہر کے ساتھ عقلی مغز اور اس پر بدیع کی آرائشیں۔

شرک کے خلاف جنگ

آپ اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ اور مطمئن نفس کے بالکل مستحکم عقیدہ کے ساتھ شرک سے اور اس کے مواد سے اس کا دعویٰ کرنے والوں اور اس کی حمایت کرنے والوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ازلی و ابدی وحدانیت کو خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ اپنے ان الفاظ میں :-

"وہ خالق جس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ یکتا جس کا کوئی مثل نہیں، وہ بزرگی کا مالک جس کا کوئی مدمقابل نہیں، وہ سردار و حاکم جس کا کوئی ہمسر نہیں، وہ خدا جس کا کوئی دوسرا نہیں اور وہ پیدا کرنے والا جس کا کوئی شریک نہیں اور وہ رزق عطا کرنے والا جس کا کوئی مددگار نہیں، وہ سب سے پہلے اور لازوال ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والا غیر فانی ہے۔ وہ دائم و قائم ہے بغیر کسی زحمت و مشقت کے وہ باقی ہے بغیر کسی آخری حد کے، وہ صنعت آفریں ہے بغیر کسی پشت پناہ کے، وہ پروردگار ہے بغیر کسی شریک کے۔ وہ خلق کرنے والا ہے بغیر کسی تکلیف کے، وہ کام کرنے والا ہے، بغیر کسی عاجزی کے، اس کی کوئی حد نہیں مکان میں اور نہ کوئی انتہا ہے زمانہ میں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یونہی ہمیشہ ہمیشہ وہ

خدا ہے زندہ، قائم، دائم، قدیم، قادر، علم و حکمت کا مالک، زبردست اور
جس چیز کو چاہے روکنے والا اور جس کام کو چاہے کرنے والا ہے
اس کے لیئے ہے خلق اور اس کے لیئے ہے حکم۔ تمام زمین اس کے
قبضۂ قدرت میں ہے اور آسمان بھی اس کے دستِ تصرف میں لپٹے
ہوئے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا اور بلند ہے ان خیالات سے جو
مشرکین نے قائم کئے ہیں (صحیفۂ خامسہ صفحہ ۲۱-۲۲ مطبوعہ مطبع نجف)

آپ دنیا کو وحدانیت کے معنی بتلا رہے ہیں اور اپنے نفس پر اور
اور اپنے ضمیر کی نگرانی کا درس دے رہے ہیں اور انسانی عقلوں کو
کی گہری نیند سے بیدار کر رہے ہیں اور انہیں فلاحِ حقیقی سے
ایک بڑے اصول پر متنبہ کر رہے ہیں۔ وہ بڑا رکن جس پر اس زندگی
کی عمارت قائم ہے اور اس کے لئے آپ بلند ترین مثال اپنے
خالق کی پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ خلقت اور ایجاد کائنات
میں تنہا اور مستقل ہے۔

امام زین العابدینؑ جو پہلی صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں حریت
اور عزت و استقلال کی آواز بلند کرتے ہیں۔ تا کہ اسے چودھویں
صدی اور اس کے بعد کے تمام لوگ سنیں اور مادیت و طبیعیت
زنجیروں کو اتار کر پھینک دیں۔

ایک عام مذہب کی رُو سے

بہت سی جماعتیں مسلمانوں میں
ایک شرمناک خیال ا

کمزور مسلک پر متفق ہو گئی ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے اقوال وافعال میں مجبور ہے اور خیر و شر اور تمام جرائم اس کے ہاتھوں زبردستی خدا کی جانب سے کرائے جاتے ہیں۔ وہ اس کے لئے نہایت کمزور دلائل پیش کرتے ہیں۔ اُن پر بدبختی اس طرح غالب ہوئی ہے کہ خدا کی ذات کی طرف جبر و قہر کی نسبت کو گوارا کرلیا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس تعلیم کے سایہ میں جرائم کا ارتکاب کریں اور اس کی ذمہ داری خدا پر عائد کریں۔

یہ ایسا مذہب ہے جو زمین کو فساد سے لبریز کرنے کا سبب ہے اور جو انتظام عالم کو برباد کر دینے کا ذریعہ ہے۔

امام زین العابدینؑ نے اپنے ان الفاظ میں اسی ملحدانہ خیال کی بنیادوں کو ملیامیٹ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تمام کائنات اس بات کی معترف ہے کہ تو جس کو سزا دے اس پر ظلم نہیں کرتا اور گواہ ہے اس بات کی کہ جس کو تو معاف کردے وہ تیرا احسان ہے اور ہر شخص اقرار کرے گا اپنے نفس کی کوتاہی کا ان فرائض کے ادا کرنے میں جو تو نے عائد کئے ہیں۔ اگر شیطان انہیں فریب نہ دیتا تیری اطاعت سے، تو کوئی تیری نافرمانی نہ کرتا اور اگر باطل کو اُن کے سامنے حق کے لباس میں پیش نہ کرتا تو تیرے راستے سے کوئی گمراہ نہ ہوتا۔"

"تو مبارک ہے اس بات میں کہ تیری توصیف احسان ہی کے

ساتھ ہو سکتی ہے اور بزرگ ہے تو اس امر سے کہ تجھ سے اندیشہ ہو
عدالت کے خلاف طریقہ کا۔ تجھ سے ظلم و جور کا اندیشہ نہیں
ہو سکتا اس شخص پر جو تیری نافرمانی کرے اور تجھ سے حق تلفی
کا خوف نہیں ہو سکتا۔ اس شخص کے بارے میں جو تیری
اطاعت کرے۔"

"تو بڑا احسان کرنے والا صاحبِ کرم ہے۔ اے وہ جس
کی عظمت کے عجائب ختم ہونے والے نہیں۔ ہم کو ملحدانہ
خیالات سے اپنی عظمت کے پردوں میں چھپا کر بچا۔
اے وہ جس کی سلطنت کی مدت ختم ہونے والی نہیں
اپنے غضب اور ناراضی سے ہمیں آزاد رکھ۔ اے وہ جس
کی رحمت کے خزانے ختم ہونے والے نہیں۔ اپنی رحمت
میں ہمارا بھی حصہ قرار دے۔ اے وہ جس کے نظارہ کی آنکھ
کو تاب نہیں، اپنی بارگاہ سے ہم کو قریب کرلے۔ اے
وہ جس کی عظمت کے سامنے تمام عظمتیں پست ہیں، ہم
عزت عطا کر۔ اے وہ جس کے سامنے باطنی راز
خبریں بھی ظاہر ہیں اپنے سامنے ہم کو رسوا نہ کرنا۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ایسے پاکیزہ اور عمدہ لٹریچر کی اشاعت کا ثواب حاصل کرنے کیلئے امامیہ مشن کی رکنیت

صحیفۂ سجادیہ

کے متعلق علمائے مصر کے شاندار تاثرات کا مطالعہ کرنے کے بعد
اس عظیم المرتبت مجموعہ ادعیہ کے مطالعہ کی خواہش پیدا ہونا
لازمی ہے۔ اس پاکیزہ کتاب کے حصول کے لئے آراکین امامیہ مشن نے
طے کیا ہے کہ صحیفۂ سجادیہ کی منتخب دعاؤں کا ایک خوبصورت
کتابچہ مشن کی طرف سے شائع کیا جائے۔

چنانچہ فاضل جلیل مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب' قبلہ
لکھنوی صدر الافاضل مدظلہ اس کا ترجمہ فرما رہے ہیں۔ ہر دعا
کے ساتھ نفسیاتی تجزیہ کی ایک بلند پایہ تمہید ہوگی۔

محمد و آل محمد کی تعلیمی روح کا حامل یہ شاہکار نہ صرف آپ
کے ذوق عبادت کی تسکین کا باعث ہوگا بلکہ عقل و فکر میں نیا شعور
اور سیرت و کردار میں مستقل نور پیدا کرنے کا ضامن ثابت ہوگا۔
عنقریب دیدہ زیب زیور طباعت سے مزین ہو کر منصۂ شہود پر
جلوہ گر ہو رہا ہے۔

امامیہ مشن کا لٹریچر بڑی پاکیزہ بیداری پیدا کر رہا ہے۔ اس
کی رکنیت قبول فرما کر آپ بھی اس کو بلا طلب و بلا قیمت
حاصل فرماویں۔

رابطہ قائم کرنے کا پتہ
خادم دین
سید حسن علی شاہ کاظمی' جنرل سیکرٹری
امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ اردو بازار' لاہور

فہرست مطبوعات امامیہ مشن پاکستان

نمبر	نام کتاب	مصنف	پائی	آنے	ر
۱-	خدا کا ثبوت	سرکار سید العلماء مدظلہ	۰	۲	
۲-	حسین اور اسلام	"	۰	۳	
۳-	شجاعت کے مثالی کارنامے	"	۰	۶	
۴-	قاتلان حسین کا مذہب	"	۰	۰	
۵-	محاربۂ کربلا	"	۰	۵	
۶-	اسیری اہل حرم	"	۰	۳	
۷-	آثار قدرت	"	۰	۳	
۸-	حقیقت اسلام	"	۰	۳	
۹-	اسلامی نظریۂ حکومت	"	۰	۳	
۱۰-	نظام زندگی (حصہ اول)	"	۰	۱۲	
۱۱-	عورت اور اسلام	"	۰	۳	
۱۲-	مادیت کا علمی جائزہ	"	۰	۳	
۱۳-	تجارت اور اسلام	"	۰	۱۰	
۱۴-	اسلام اور انسانیت	"	۰	۸	
۱۵-	جمہوریت اور اسلام	جناب ذاکر حسین صاحب فاروقی		۱۲	
۱۶-	معصوم شہزادی	جناب اسد العلماء مدظلہ	۰	۳	
۱۷-	نظام زندگی (حصہ دوم)	سرکار سید العلماء	۰	۱۲	
۱۸-	شہید کربلا	"	۰	۲	
۱۹-	زندہ جاوید کا ماتم	"	۰	۲	
۲۰-	عزائے حسین پر تاریخی تبصرہ	"	۰	۱۲	
۲۱-	شہادت و ہلاکت	"	۰	۳	
۲۲-	شیعیت کا تعارف	"	۰	۵	
۲۳-	اسلامی تمدن	"	۰	۳	
۲۴-	تاریخ اسلام میں واقعۂ کربلا کی اہمیت	"	۰	۲	
۲۵-	اگر واقعہ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟	"	۰	۲	
۲۶-	ضرورت مذہب	"	۰	۲	
۲۷-	مقصد حسین	"	۰	۲	
۲۸-	بین الاقوامی شہید اعظم حسین ابن علی	"	۰	۲	
۲۹-	مقصود کعبہ	"	۰	۵	
۳۰-	صحیفۂ سجادیہ کی عظمت	"	۰	۵	

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

سید حسن علی شاہ کاظمی جنرل سیکٹری

امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ اردو بازار، لاہور

maablib.org